ماہ شعبان کے متعلق احکام اور فضائل

مفتی سید عبدالکریم گمتھلویؒ

یہ ماہ مبارک مقدمہ ہے رمضان شریف کا جیسا کہ ماہ شوال تتمہ ہے رمضان کا۔قرآن شریف میں حق تعالیٰ نے جوارشادفرمایا ہے:

حٰمٓ وَالْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَکَةٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ فِیْهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ

(ترجمہ): یعنی قسم ہے کتاب واضح کی کہ ہم نے اس (کتاب) کو ایک برکت والی رات میں اتارا ہے، بے شک ہم آگاہ کرنے والے ہیں، ایسی رات میں ہر حکمت والا معاملہ ہمارے حکم سے طے کیا جاتا ہے، بے شک ہم (آپ کو) پیغمبر بنانے والے ہیں۔

اس آیت میں برکت والی رات سے شعبان کی پندرہویں رات مراد ہے۔(ھکذہ فسرہ عکرمۃ رواہ ابن جریر وغیرہ) پس اس آیت سے اس ماہ کی اور خاص کر پندرہویں رات کی بہت بڑی فضیلت ثابت ہوگئی اور اس ماہ کے متعلق شریعتِ مقدسہ کے چند احکام ثابت ہوئے ہیں۔

(۱) اس کے چاند کا بہت اہتمام کرنا چاہیے۔

(۲) پندرہویں شب کو عبادت کرنا اور پندرہویں تاریخ کو روزہ رکھنا مستحب ہے۔

(۳) نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنا خلاف اولیٰ ہے۔

(۴) یوم شک میں روزہ رکھنا منع ہے۔

یہ سب احکام اور احادیث میں مصرح ہیں۔مختصر طور پر کچھ درج کیے جاتے ہیں:

(۱) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شمار رکھو شعبان کے چاند کی۔رمضان کے لیے (یعنی جب ماہ شعبان کی تاریخ صحیح ہوگی تو رمضان میں اختلاف کم ہوگا (ترمذی)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کا اتنا خیال رکھتے تھے کہ کسی ماہ (کے چاند) کا اتنا خیال نہ فرماتے تھے۔(ابوداؤد)

ان دو روایتوں سے قولاً وفعلاً اس ماہ کے چاند کا اہتمام ثابت ہوگیا۔

(۳) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب آدھے شعبان کی یعنی پندرہویں رات ہو تو اس رات کو شب

بیداری کرواوراس کے دن میں روزہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات غروب آفتاب کے وقت ہی سے آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہےاور فرماتا ہے کہ کیا کوئی مغفرت چاہنے والا ہے کہ میں اس کوبخش دوں کیا کوئی روزی مانگنے والا ہے کہ میں اس کوروزی دوں کیا کیا کوئی مصیبت زدہ ہے (کہ عافیت کی دعا مانگے اور) میں اس کو عافیت دوں کیا کوئی ایسا ہے؟ کیا کوئی ایسا ہے؟ (رات بھر یہی رحمت کا دریا بہتا رہتا ہے) یہاں تک کہ صبح صادق ہوجاوے۔(ابن ماجہ)

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے کہ میں نے اس رات (نفل) نماز کے سجدہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا مانگتے ہوئے سنا:

اَعُوْذُ بعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَاَعُوْذُ بِرِ ضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْکَ جَلَّ وَجُھَکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ. (عن ماثبت بالسنۃ عن البیہقی وسنن النسائی:۱۲)

(ترجمہ) تیرے غصہ سے تیری رضا مندی کی پناہ لیتا ہوں اور تیرے عقاب سے تیرے درگزر کرنے کی پناہ لیتا ہوں اور تجھ سے تیری ہی پناہ مانگتا ہوں، برتر ہے تو میں تیری تعریف پوری نہیں کرسکتا تو ویسا ہی ہے جیسے تو نے اپنی تعریف کی ہے۔

پھر صبح ہوئی تو میں نے اس دعا کا آپ سے ذکر کیا۔اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) اس کو سیکھ لے اور دوسروں کو بھی سکھا دے کیونکہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو سکھائی ہے اور کہا ہے کہ اسے سجدہ میں بار بار پڑھوں۔

فائدہ: اسی روایت کے دوسرے طریق میں اور دعا بھی ہے بخوفِ طوالت نقل نہیں کی گئی جس کو شوق ہو ماثبت بالسنۃ دیکھ لے۔حدیث سوم سے اس رات کی اور اس میں عبادت کرنے کی و نیز روزہ کی فضیلت ثابت ہوئی ہے اور حدیث چہارم سے ایک خاص دعا معلوم ہوگئی اور روایت مذکورہ کے علاوہ اور روایات بھی اس شب مبارک کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کی پندرہویں رات کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ اس رات میں وہ سب بنی آدم بھی لکھ لیے جاتے ہیں جو اس سال پیدا ہوں گے اور اسی میں وہ سب بنی آدم بھی لکھ لیے جاتے ہیں جو اس سال میں مریں گے اور اسی رات میں ان کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں اور اسی میں ان کے رزق نازل ہوتے ہیں (بیہقی)

فائدہ: اعمال اٹھائے جانے سے مراد ان کا پیش ہونا ہے اور رزق نازل ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس سال میں جو رزق ملنے والا ہے وہ سب لکھ دیا جاتا ہے اور یہ سب چیزیں پیشتر سے لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہیں مگر اس رات کو لکھ کر فرشتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔واللہ اعلم

(۶) اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ متوجہ ہوتا ہے شعبان کی پندرہویں رات میں۔پس مغفرت فرمادیتا ہے سب مخلوق کی، مگر شرک اور کینہ والے شخص کے لیے (مغفرت نہیں فرماتا) (ابن ماجہ)

ایک اور روایت میں ہے مگر دو شخص ایک کینہ رکھنے والا اور ایک قتلِ ناحق کرنے والا۔ اور ایک روایت میں ہے یا قطع رحم کرنے والا (عن ماثبت بالسنۃ عن سعد بن منصور) اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نظر (رحمت) نہیں کرتا ہے اس رات میں (بھی) مشرک کی طرف اور نہ کینہ والے کی طرف اور نہ قاطع رحم (یعنی رشتہ ناتہ والوں سے بلاوجہ شرعی تعلق توڑنے والے) کی طرف اور نہ پائجامہ (وغیرہ) ٹخنے سے نیچے لٹکانے والے کی طرف اور نہ ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کی طرف اور نہ ہمیشہ شراب پینے والے کی طرف (البتہ اگر کوئی توبہ کر چکا ہے تو رحمتِ خداوندی اس پر بھی متوجہ ہو جاتی ہے) عن ماثبت بالسنۃ عن البیھقی۔

ان کے علاوہ اور گنہگاروں پر بھی نظر رحمت نہ ہونا دوسری روایتوں میں آیا ہے۔ پس سب گناہوں سے توبہ کرنا چاہیے سب روایتوں پر نظر ڈالنے سے احقر کی فہم ناقص میں یہ آتا ہے کبائر بدوں توبہ معاف نہیں ہوتے اور صغائر سب اس رات کی برکت سے حق تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ واللہ اعلم

(۷) ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ (اس رات میں) بنی کلب کی بکریوں کے عدد سے بھی زیادہ (لوگوں) کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ **رواہ ابن ابی شیبۃ والترمذی وابن ماجۃ والبیھقی قال فی جامع الاصول وزاد رزین ممن استحق النار ولیس فیہ حدیث فی الباب الاھذا وجاء نحوہ بطرق متعددۃ**۔ یعنی ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ لوگ اتنی کثیر تعداد میں ایسے ہوتے جو (ارتکاب معاصی کے سبب) عذاب النار کے مستحق ہو چکے ہیں۔

فائدہ: اس رات کا نام شب برأت (یعنی آزادی کی رات اسی واسطے رکھا گیا ہے کہ اس میں حق تعالیٰ گنہگاروں کو عذابِ جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔ **(وجاء الحدیث فی البیھقی بلفظ واللّٰہ عتقاء من النار)**۔

(۸) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب شعبان آدھا ہو جاوے تو روزہ نہ رکھو۔

(ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ)

(۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ روزہ رکھتے ہوئے کسی ماہ میں نہیں دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ (کل) ماہ شعبان میں روزہ رکھتے تھے سوائے تھوڑے دنوں کے (متفق علیہ) اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شعبان کے نصف اخیر میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تھے اور اس سے پہلی روایت میں اس کی ممانعت آئی ہے اس لیے یوں کہا جائے گا کہ امت کے واسطے تو نصف اخیر کے روزے خلاف اولیٰ ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مستثنیٰ تھے اور یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ جس کو نصف اخیر میں روزے رکھ کر ضعف ہو جاوے کہ رمضان کے روزے رکھنا دشوار ہوں اس کے لیے ممانعت ہے اور جس کو ضعف نہ ہو اس کے واسطے

مضائقہ نہیں۔ واللہ اعلم

(۱۰) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے کوئی شخص رمضان کے ایک یا دو دن پہلے سے روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ وہ شخص کسی (خاص) دن کا روزہ رکھا کرتا ہو (اور رمضان کے ایک دن پہلے وہ دن ہو، مثلاً ہر پیر کو روزہ رکھنے کا معمول ہے اور ۲۹ شعبان کو پیر کا دن ہے) تو وہ شخص اس دن بھی (نفل) روزہ رکھ لے (متفق علیہ) اس سے یوم شک کے روزہ کی ممانعت ثابت ہوگئی اور ایک یا دو دن کا یہ مطلب ہے کہ بعض مرتبہ تو شعبان کا چاند بلا اختلاف نظر آجاتا ہے ایسے موقع پر صرف ۳۰ شعبان کے متعلق شبہ ہوتا ہے اور بعض مرتبہ شعبان میں بھی اختلاف ہوجاتا ہے اس موقع پر ۲۹ کو بھی شبہ ہوتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ شبہ کی وجہ سے نہ ۲۹ کو روزہ رکھے نہ ۳۰ کو بلکہ جب شریعت کے مطابق ثابت ہوجائے تب رمضان کو شروع سمجھا جائے۔ البتہ یوم شک میں یہ مستحب ہے کہ ضحوہ کبریٰ تک خبر کا انتظار کیا جائے۔ اگر کہیں سے معتبر شہادت آجائے تو روزہ کی نیت کرلے ورنہ کھا پی لے۔

منکراتِ ماہِ ہٰذا:

اس شب مبارک میں صرف دو تین باتیں ثابت ہیں، عبادت کرنا اور قبرستان میں جا کر دعائے مغفرت کرنا۔ اس کے علاوہ شریعت میں کچھ وارد نہیں ہوا حتیٰ کہ اس رات کو ایصال ثواب وغیرہ کی بھی کوئی اصل نہیں۔ اگر مفصل دلائل مطلوب ہوں تو ترجیح الراجح حصہ سوم فصل سوم ضرور قابلِ ملاحظہ ہے۔ مگر جاہل لوگوں نے عبادت کی جگہ بہت سی بے ہودہ رسمیں ایجاد کر رکھی ہیں۔ جن کو سیدی مرشدی حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی دامت برکاتہم نے ''اصلاح الرسول'' میں بخوبی بیان فرمایا ہے۔ لہٰذا بعینہٖ اصلاح الرسوم کی عبادت درج ذیل ہے۔

شب برأت میں حدیث شریف سے اس قدر ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحکم حق تعالیٰ جنت البقیع میں تشریف لے گئے اور اموات کے لیے استغفار فرمایا۔ اس سے آگے سب ایجاد ہے جس میں مفاسد کثیرہ پیدا ہوگئے ہیں۔

(۱) بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک جب شہید ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلوہ نوش فرمایا تھا، یہ بالکل موضوع اور غلط قصہ ہے اس کا اعتقاد کرنا ہرگز جائز نہیں بلکہ عقلاً بھی ممکن نہیں ہے اس لیے کہ یہ واقعہ شوال میں ہوا نہ کہ شعبان میں۔

(۲) بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت ان دنوں میں ہوئی ہے یہ ان کی فاتحہ ہے یہ بھی محض بے اصل ہے اور اول تو تعین تاریخ کی ضرورت نہیں دوسرے خود یہ واقعہ بھی غلط ہے آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی شوال میں ہوئی تھی شعبان میں نہیں ہوئی۔

(۳) بعض لوگ اعتقاد رکھتے ہیں کہ شب برأت وغیرہ میں مردوں کی روحیں گھروں میں آتی ہیں اور دیکھتی ہیں کہ کسی نے

ہمارے لیے کچھ پکایا یا نہیں۔ظاہر ہے کہ ایسا امر مخفی بجز دلیل نقلی کے اور کسی طرح ثابت نہیں ہوسکتا اور وہ یہاں ندارد ہے۔

(۴) بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جب شب برأت سے پہلے کوئی مر جائے تو جب تک اس کے لیے فاتحہ شب برأت نہ کیا جائے وہ مردوں میں شامل نہیں ہوتا یہ بھی محض تصنیف یاراں اور بالکل لغو ہے بلکہ رواج ہے کہ اگر تہوار سے پہلے کوئی مر جائے تو کنبہ بھر میں پہلا تہوار نہیں ہوتا۔حدیثوں میں صاف مذکور ہے کہ جب مردہ مرتا ہے، مرتے ہی اپنے جیسے لوگوں میں جا پہنچتا ہے، یہ نہیں کہ شب برأت تک اٹکا رہتا ہے۔

(۵) حلوے کی ایسی پابندی ہے کہ بدوں اس کے سمجھتے ہیں کہ شب برأت ہی نہیں ہوئی۔اس پابندی میں اکثر فسادِ عقیدہ بھی ہوجاتا ہے کہ اس کو مؤکد ضروری سمجھنے لگتے ہیں، فساد عمل بھی ہوجاتا ہے۔فرائض و واجبات سے زیادہ اس کا اہتمام کرنے لگتے ہیں اور ان دونوں کا معصیت ہونا فصل اول میں بالتشریح مذکور ہو چکا ہے۔ان خرابیوں کے علاوہ تجربہ سے ایک اور خرابی ثابت ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ نیت بھی فاسد ہوجاتی ہے، ثواب وغیرہ کچھ مقصود نہیں رہتا۔خیال ہوجاتا ہے کہ اگر اب کے نہ کیا تو لوگ کہیں گے کہ اب کی خست اور ناداری نے گھیر لیا ہے اس الزام کے رفع کرنے کے لیے جس طرح بن پڑتا ہے مرا کرکرتا ہے ایسی نیت سے صرف کرنا محض اسراف و تفاخر ہے جس کا گناہ ہونا بارہا مذکور ہو چکا ہے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کے لیے سودی قرض لینا پڑتا ہے یہ جدا گناہ ہے۔

(۶) جو لوگ مستحق اعانت ہیں ان کو کوئی بھی نہیں دیتا یا ادنیٰ درجہ کا پکا کر ان کو دیا جاتا ہے اکثر اہل ثروت و برادری کے لوگوں کو بطور معاوضہ کے دیتے لیتے ہیں اور نیت اس میں یہی ہوتی ہے کہ فلاں شخص نے ہمارے یہاں بھیجا ہے اگر ہم نہ بھیجیں گے تو وہ کیا کہے گا۔غرض اس میں بھی ریاء و تفاخر ہوجاتا ہے۔

(۷) بعض لوگ اس تاریخ میں مسور کی دال ضرور پکاتے ہیں اس ایجاد کی وجہ آج تک معلوم نہیں ہوئی، لیکن اس قدر ظاہر ہے کہ مؤکد سمجھنا بلاشک معصیت ہے یہ تو کھانے پکانے میں مفاسد ایجاد کرتے ہیں۔ان کے علاوہ آتش بازی کی رسم اس شب میں شائع ہے۔تیسرے زیادتی اس میں یہ کی گئی ہے کہ بعض لوگ شب بیداری کے لیے فرائض سے زیادہ اس میں لوگوں کو جمع کرنے کا اہتمام کرتے ہیں، ہر چند کہ اجتماع سے شب بیداری سہل تو ہوجاتی ہے مگر نفلی عبادت کے لیے لوگوں کو ایسے اہتمام سے بلانا اور جمع کرنا خود خلاف شریعت ہے۔البتہ اتفاقاً کچھ لوگ جمع ہوگئے اس کا مضائقہ نہیں۔

(۸) بعض لوگوں نے اس میں برتنوں کا بدلنا اور گھر لیپنا اور خود اس شب میں چراغوں کا زیادہ روشن کرنا عادت کرلی ہے۔یہ رسم بالکل کفار کی نقل ہے اور حدیث تشبہ سے حرام ہے۔چونکہ حضرت والا آتش بازی کا بیان باب اول کی فصل سوم میں تحریر فرما چکے ہیں اس واسطے دوبارہ اس کو تحریر کرنے کی حاجت نہ تھی مگر اس جگہ تتمیم فائدہ کی غرض سے اس رسم کے رد کو ضروری سمجھ کر ماثبت بالسنۃ سے کچھ مضمون لکھا جاتا ہے جو خاص طور پر حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی قدس سرہٗ

مولف ماثبت بالسنہ نے شب برات میں آتش بازی کا بے ہودہ مشغلہ کرنے والوں کے متعلق تحریر فرمایا ہے۔

''اور بدعت شنیعہ میں سے وہ رسم ہے جس کا اکثر بلاد ہند میں لوگوں نے رواج دے رکھا ہے یعنی چراغ جلانا اور ان کو مکانوں اور دیواروں پر رکھنا اور اس پر فخر کرنا اور آتش بازی کے ساتھ لہو ولعب کے لیے جمع ہونا کیونکہ یہ وہ امر ہے جس کی معتبر کتابوں میں کوئی اصل نہیں بلکہ غیر معتبر کتابوں میں بھی نہیں، اور کوئی ضعیف اور موضوع روایت تک بھی اس کے بارے میں وارد نہیں ہوئی اور نہ اس کا بلاد ہند کے سوا کسی ملک میں رواج نہ حرمین شریفین میں **زاد ھما اللّٰہ تعالیٰ تعظیماً و تشریفاً** اور نہ ان کے سوا عرب کے دیگر حصص میں اور نہ بلادِ عجم میں سوائے ہندوستان کے بلکہ ممکن ہے اور یہی ظن غالب ہے کہ ہندوؤں کی رسم دیوالی سے اس رسم کو لیا گیا ہے کیونکہ ہندوستان میں عموماً رسوم بدعیہ زمانہ کفر ہی کی باقی ہیں اور مسلمانوں میں (کفار کے ساتھ) میل جول کرنے اور کفار (کی نسل) میں سے باندیاں اور بیویاں رکھنے کے سبب پھیل گئی ہیں۔

بعض علماء متاخرین نے فرمایا ہے کہ خاص خاص راتوں میں بکثرت چراغ جلانے کا رواج بدعات شنیعہ سے ہے، کیونکہ حاجت سے زیادہ چراغ جلانے کے رواج میں کسی موقع پر بھی کوئی اثر شرعی منقول نہیں اور علی بن ابراہیم نے کہا ہے کہ روشنی کی بدعت اول برامکہ سے شروع ہوئی وہ لوگ آتش پرست تھے۔ پس جب مسلمان ہوئے تو انھوں نے اسلام میں وہ بات داخل کر لی جس کو اپنی ملمع سازی سے اسلامی طریقہ قرار دے دیا اور (اس سے) ان کی اصل غرض صرف آتش پرستی تھی جب کہ مسلمانوں کے ساتھ ان چراغوں کی طرف سجدہ کرتے تھے) یعنی مسجد میں صف سے آگے چراغ ہوں گے تو آتش پرستی بھی ہو جائے گی۔ نعوذ باللہ مسلمان ہو کر بھی شرک کا روگ دلوں میں رہا) اور پھر اس کو جاہل اماموں نے صلوٰۃ غائب وغیرہ کی طرح عوام کو جمع کرنے کا اور ریاست ووجاہت حاصل ہونے کا جال بنالیا اور قصہ خوانوں نے اپنی مجلسوں کو اس کے ذکر سے پر کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ائمہ ہدیٰ کو ایسے منکرات دور کرنے کے لیے کھڑا کیا تو وہ مٹ گئے اور آٹھویں صدی کے شروع میں بلاد مصر وشام سے بالکل اُٹھ گئے۔

فائدہ: اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ روشنی اور آتش بازی کی رسم قبیح، اسراف، بے جا وغیرہ کی وجہ سے سخت حرام ہونے کے علاوہ رسوم شرکیہ میں سے ہیں اور جو شخص رسوم شرکیہ کا ارتکاب کرے اس کے متعلق بموجب حدیث **مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ** سخت اندیشہ ہے کہ ان مشرکین کے ساتھ اس کا حشر ہو جنھوں نے یہ رسوم شرکیہ جاری کی تھیں۔

کیا اب بھی لوگ ان خرافات سے باز نہ آئیں گے؟ حق تعالیٰ تمام رسوم بدعیہ وشرکیہ کو دنیا سے جلد مٹا دے اور اسلامی سنت کو جاری فرما دے۔ (آمین ثم آمین)